77

نشر و اشاعت کی دو راہیں

(فرمودہ ۲۴ ر نومبر ۱۹۲۲ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ آج مجھے آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ میں مختصراً ایک ایسے امر کے متعلق جس پر ہماری جماعت کی ترقی کا آئندہ انحصار اور دارومدار ہے۔ اپنے دوستوں کو جو یہاں ہیں اس وقت اور جو باہر ہیں اخبار کے ذریعہ توجہ دلاتا ہوں۔ ہماری جماعت کے ذمہ ایک کام لگایا گیا ہے وہ اشاعت اسلام ہے۔ یہ ہمارے ذمہ ہی نہیں بلکہ یہ اسلام کے اعلیٰ مقاصد اور اغراض میں داخل ہے۔ جیسا کہ فرمایا **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر** تم سب سے بہتر امت ہو اور تمہارے پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاؤ۔

تو امت اسلامیہ کے قائم کرنے کی غرض یہ ہے کہ نوع انسان کو ایک مرکز پر جمع کیا جائے۔ لوگ سوسائٹیاں بناتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیا کو ایک جگہ پر جمع کریں۔ لیکن اس سے ناواقف ہیں جس نے کہا تھا کہ میں دنیا میں آیا ہی اس غرض سے ہوں کہ دنیا کو ایک بنادوں اور اس غرض کے لئے اس نے ایک جماعت بھی بنادی۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

غرض یہ کام اسلام کے اصول میں داخل اور ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اس کام کو مختلف رنگوں میں ہمیں چلانا چاہیئے۔ اس کے لئے اخراجات بھی زیادہ ہوتے۔ اور مختلف مقامات پر مشن قائم کرنے پڑتے ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ جیسا کہ ایک بزرگ کو کچھ لوگ ملنے گئے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں مقام پر اسلام کا بہت کم چرچا ہے۔ تم سب کے سب وہاں چلے جاؤ اور تبلیغ اسلام کرو۔ وہ لوگ چپ کرکے وہاں چلے گئے۔ یا تو یہ رنگ ہو پھر خرچ نہیں ہو گا لیکن اگر یہ رنگ نہیں تو چندہ پر ہی کام ہو گا۔ اور اخراجات بھی ہوں گے۔ پہلے طریق کی مثال تو یہ ہے کہ ایک شخص کدال اٹھاتا ہے اور سخت زمین پر جاکر چلاتا۔ اور مٹی کے ڈھیلے اکھاڑتا اور ان کو جوڑ کر دیواریں بناتا اور باپ دادا کے وقت کے کسی درخت کو کاٹ کر شہتیر اور لکڑیاں بناتا اور اوپر پتے ڈالتا اور کچھ مٹی اوپر

ڈال کر چھت تیار کر لیتا ہے۔ دروازے کے لئے سامنے چارپائی کھڑی کرتا۔ یا دو لکڑیاں کھڑی کر کے تختہ ڈال دیتا ہے۔ جس طرح کہ مرغیوں کو بند کرنے کا دروازہ ہوتا ہے۔ اس طرح مفت مکان بن جاتا ہے۔ لیکن اگر ایک شخص پہلے انجینئر مقرر کر کے عمدہ پتھر کا مکان بنوانا چاہے اور پھر خواہش یہ کرے کہ دیکھو فلاں شخص کا مکان مفت میں بن گیا میرا مکان بھی مفت بن جائے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر خرچ نہیں کرنا تو کدال اٹھاؤ اور ڈھیلے نکالو۔ اور ان کو جوڑ کر مکان بنا لو۔ پس اسی طرح یا تو مفت تبلیغ ہو۔ اور اس کے لئے یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ نکل پڑیں اور کچھ جرمن میں چلے جائیں کچھ روس میں اور پچاس ساٹھ امریکہ میں اسی طرح بڑی بڑی تعداد میں نکل کر مختلف ملکوں میں پھیل جاؤ۔ اگر پچاس پچاس آدمی بھی جائیں اور روزانہ ایک ایک گھنٹہ فی کس کے حساب سے تبلیغ دین میں صرف کریں تو پچاس گھنٹے ہوں گے اور اگر ایک شخص جائے اور ایک گھنٹہ روز صرف کرے تو کہیں پانچ سو سال میں اس ملک کے لوگوں کو پتہ لگے گا کہ یہاں کوئی ان خیالات کا آدمی بھی ہے۔

پس یا تو پہلوں کا طریق اختیار کرنا چاہیے کوئی چندہ نہیں لیا جائے گا بلکہ سارا جان و مال لیا جائے گا۔ اور اس طرح لوگوں کو اپنے وطن چھوڑ کر غیر ممالک میں جانا اور تبلیغ کرنی ہوگی۔ لیکن چاہا تو یہ جاتا ہے کہ کام پہلوں کا سا ہو۔ مگر اس کو اختیار نہیں کیا جاتا اور دوسرا طریق روپیہ خرچ کرنے کا ہے۔ لیکن اس کے لئے چاہتے ہیں روپیہ نہ لگے کہ جماعت مقروض ہے۔ اور ادھر امریکہ مشن کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اور جرمن مشن کھولنے کا ارادہ ہے اور اس وقت جرمن میں مشن کھولنے کا ہی سوال درپیش ہے۔ اس صورت میں تبلیغ بند کر دی جائے اور جس طرح غیر احمدی بیٹھے ہیں ہم بھی اسی طرح خاموش اور دین کی تبلیغ سے بے پرواہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ اور اگر کام کرنا ہے تو اس کے دو طریق ہیں یا تو ساری جماعت کرے اور جتنے آدمیوں کی مانگ ہے اتنے ہی نکل آئیں۔ یا چندہ دیا جائے اور کچھ لوگوں کو باقاعدہ ان ممالک میں بھیجا جائے۔

پہلا طریق ہو تو کم از کم سو سو آدمی تو کسی ایک ملک میں چلا جائے۔ امریکہ میں ہمارا اس وقت ایک آدمی ہے اور وہ ۲۴ گھنٹے کام کرتا ہے۔ اگر سو آدمی امریکہ میں جائے تو چار مبلغوں کا کام ہو سکتا ہے۔ اس طرح کام زیادہ ہوگا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ مفتی صاحب وہاں اکیلے رہیں۔ وہ ملازمت بھی کریں۔ اور اپنا سارا وقت بھی صرف کریں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ مسٹر مبارک علی صاحب ملازمت بھی کریں اور اپنا سارا وقت تبلیغ میں بھی صرف کر سکیں جس طرح ایک قطرہ منہ میں پڑنے سے پیاس نہیں بجھ سکتی یا ایک لقمہ کھا کر سیری نہیں ہوتی اسی طرح اگر ایک آدمی اکیلا جائے تو اس سے کام کہاں اتنا ہو سکتا ہے جتنا ہونا چاہیے۔ پس یا تو درجنوں جائیں اور اپنا کام کریں

اور دین کے لئے بھی وقت دیں مگر یہ صورت مشکل ہے اس کے لئے جماعت تیار نہیں ہے۔ ہاں دوسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی آمد کا ایک قلیل حصہ دے اور کچھ آدمیوں کو بالکل دوسرے کاموں سے فارغ کر کے دین کی خدمت میں لگایا جائے۔ ہمیں ان دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنی ہوگی کیونکہ تبلیغ ہم نہیں چھوڑ سکتے یہ ہر ایک احمدی کا فرض ہے جو شخص اس طرح خرچ کرتا ہوا گھبراتا ہے اس کا گھبرانا کمی ایمان کی علامت ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چاروں طرف عرب میں مخالفت پھیلی ہوئی تھی ہر طرف جنگ تھی۔ صحابہ کو بھی وہ جنگیں لڑنی پڑیں۔ آپ کے زمانہ کے بعد چاروں خلفاء کے زمانہ میں مخالفت شام و ایران' افریقہ وغیرہ میں ہونے لگی۔ اس لئے مسلمانوں کو ان جنگوں میں حصہ لینا پڑا پس جب دشمن لڑتا ہے تو ہم کیسے اس لڑائی میں حصہ لئے بغیر رہ سکتے ہیں۔ اور ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس لڑائی میں حصہ نہیں لیتے۔ تم بے شک نہ لڑنا چاہو لیکن جب دشمن لڑنا چاہتا ہے تو وہ ضرور لڑے گا۔ اس میں تمہارا اختیار نہیں اگر خاموش بیٹھو گے تو سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ قتل ہو جاؤ اور مر جاؤ۔ اسی طرح آج ساری دنیا میں اسلام پر حملہ ہو رہا ہے۔ خواہ ہماری جماعت پر کتنا ہی بوجھ ہو ہم خاموش نہیں ہو سکتے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا کے لئے نکلے اور تکالیف اس کی کمر توڑ دیں اور خدا اس کو ہلاک ہو جانے دے۔ بے شک اخراجات کا بوجھ کمزور ایمان والوں کو گراں گذرے گا اور وہ اس کو محسوس کریں گے۔ مگر در حقیقت یہ بوجھ ایسا نہیں ہوگا جو کمر توڑ دے۔ جن لوگوں کی ایمان کی حس کم ہوگی ان کو محسوس ہوگا ورنہ نقصان دہ نہیں ہوگا۔

یاد رکھو ہماری جماعت کے لئے دو صورتیں ہیں ان میں سے ایک اختیار کرنی ہوگی ایک تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں لوگ مختلف ملکوں میں چلے جائیں دوسری چندہ کے ذریعہ تبلیغ ہو۔ پہلی صورت پر عمل ہونا مشکل ہے اس کی وجہ جماعت کے ایمان کی کمی نہیں بلکہ کئی اور وجوہ سے اس زمانہ کے لحاظ سے یہ ناقص ہوگی۔ پس دوسری صورت ہے جس پر عمل ہو سکتا ہے جو لوگ اخراجات سے گھبراتے ہیں۔ ان سے پوچھنا چاہیئے کہ تم کتنا چندہ دیتے ہو۔ اور پھر ان کو بتاؤ کہ جماعت میں ایسے بھی ہیں جو تم سے بہت زیادہ چندہ دیتے ہیں اور وہ اتنا زیادہ چندہ دے کر خوش ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان سے اور مانگا جائے اور وہ اور دیں۔ پس یہ بوجھ زیادہ اگر کوئی سمجھتا ہے تو اس کے ایمان کا نقص ہے۔ پہلے لوگوں نے جس قدر قربانیاں کیں ان کو دیکھ کر ہماری قربانیاں ذلیل نظر آتی ہیں۔ کسی اور کو نظر نہ آئیں لیکن مجھے تو ایسی ہی نظر آتی ہیں۔ پس ہمیں ہمت سے کام لینا چاہیئے اس وقت دنیا پرستی بڑھ گئی ہے خدا تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق دے۔ اور پھر اس بوجھ کے اٹھانے کی طاقت دے۔ ہم خوش ہوں اور اس کے مانند نہ ہوں جس کے متعلق

آتا ہے **التی نقضت غزلها** خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ کام کریں اور پھر چھوڑ دیں بلکہ ایسا ہو کہ خوشی اور ذوق سے کریں۔ اسی کام اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہمارا خاتمہ ہو۔

(الفضل ۷ ر دسمبر ۱۹۲۲ء)